إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر: غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

قیمت فی پرچہ ۱؍

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

نمبر ۷۱ | ۲۰ شعبان ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۶۔ دسمبر ۹۔ بجے صبح چند یوم کے لئے بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کو حضور نے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے جلسہ سالانہ کا پروگرام تیار ہو چکا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور آخری منظوری کے لئے پیش ہے۔

۸۔ دسمبر مولوی عبدالغفور صاحب کو سلسلہ تبلیغ بٹالہ روانہ کیا گیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیان میں رہائش کی اہمیت

"قادیان میں رہنا ایزدی پر رہنا ہے آب حیات ملتا ہے تو ایک قسم کا آستانہ اس حوض کوثر سے دو کہ جس کے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے۔ جس پر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آ سکتی" (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۳ء)

الفضل: جو دوست مستقل رہائش اختیار نہیں کر سکتے۔ وہ کم سے کم جلسہ کے ایام میں عارضی رہائش سے تو محروم نہ رہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء انشاءاللہ العزیز ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات منعقد ہوگا احباب مطلع رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔

امریکہ میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

۲۲ / اکتوبر کو تمام احمدی جماعتوں نے یوم التبلیغ منایا۔ اور سینکڑوں لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کی جن جماعتوں نے اس دن تبلیغ میں حصہ لیا۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:-

۱ - سنسناٹی - ۲ - کلیولینڈ - ۳ - کولمبس - ۴ - سکوبن ول ۵ - ڈیٹن - ۶ - اکیرن - ۷ - پٹس برگ - ۸ - ینگس ٹاؤن - ۹ بریڈاک - ۱۰ - واشنگٹن - ۱۱ - ہوم سٹیڈ:-

ان جماعتوں کو قبل از وقت تمام ضروری ہدایات متعلق یوم التبلیغ دے دی گئی تھیں۔ اور خدا کے فضل سے انہوں نے بہت سعی کر کے شاندار پیغامِ حق لوگوں کو پہونچایا۔ میں اس وقت ینگس ٹاؤن میں تبلیغی دورہ پر ہوں۔ اور تین چار روز کے بعد واپس پٹس برگ چلا جاؤں گا۔

خاکسار یوسف خان عفی اللہ عنہ:-

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

"جلسہ کی تاریخیں قریب آ رہی ہیں۔ اس کے لئے اول چندہ کی ضرورت ہوتی ہے اور مجھے افسوس ہے۔ کہ اس سال چندہ کی رفتار بہت سست ہے۔ شاید دوستوں کو عادت ہو گئی ہے۔ کہ میری طرف سے تحریک ہونے پر وہ زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس سال میں نے تحریک نہیں کی۔ کیونکہ میں اس عادت کو دور کرنا چاہتا ہوں مجھے جس ہفتہ کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ گزشتہ سال کے اس ہفتہ میں چندہ اس سال کی نسبت ڈیوڑھا آ چکا تھا۔ گزشتہ سال اس ہفتہ میں بارہ ہزار آیا تھا۔ مگر اس سال اس ہفتہ میں صرف آٹھ ہزار آیا ہے۔ حالانکہ اس سال جس طرح بجٹ بنایا گیا تھا۔ یعنی نادہندوں کی نگرانی اور سست لوگوں سے بھی وصولی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ گزشتہ سالوں کی نسبت آمد زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ بہر حال یہ کام ہو رہا ہے۔ اور تحریک جاری ہے۔ اور قادیان والوں نے بھی امید ہے۔ اس میں حصہ لیا ہوگا۔ میرے پاس جو رپورٹ آئی ہے۔ اس میں یہاں کی جماعت کا نام ان جماعتوں میں تھا۔ جو کام کر رہی ہیں":-

ناظر بیت المال - قادیان

اخبار "فاروق" کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا۔ کہ جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق نے خریداروں کی قلت، اخراجات کی کثرت اور اخباری قرضہ کی زیر باری سے مجبور ہو کر "فاروق" کو بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ "فاروق" عہدِ خلافت ثانیہ میں جاری ہونے والا نہایت ہی خدمت گزار اور مجاہد اخبار ہے۔ اور گزشتہ ۱۸ سال کے عرصہ میں اس نے نہایت ہی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس کا احباب جماعت کی بے توجہی کی وجہ سے بند ہو جانا نہایت ہی افسوس ناک بلکہ شرمناک بات ہوگی۔ جماعت کی روز افزوں ضروریات تو اس بات کی متقاضی ہیں۔ کہ سلسلہ طبع و اشاعت کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جائے۔ اور مخالفین کے زہریلے پراپیگنڈا۔ اور ان کی افترا پردازیوں کا وسیع پیمانہ پر انسداد کیا جائے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ ایک دیرینہ خدمت گزار ایسا خدمت گزار جس کی خدمات کا ساری جماعت کو اعتراف ہے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کئی بار از راہِ شفقت "فاروق" کے کام کو بنظرِ استحسان دیکھنے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ وہ بھی بند ہو رہا ہے:-

ان حالات میں ہم اپنی جماعت کے باہمت اور باغیرت اصحاب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اخبار فاروق کو جاری رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اور اپنی اپنی جماعت میں اس کی خریداری کی تحریک کر کے بہت جلد جناب میر صاحب کو اتنے خریدار مہیا کر دیں۔ کہ وہ نہ صرف اخبار کو بند نہ کریں۔ بلکہ اسے پہلے سے بھی زیادہ شان اور عمدگی کے ساتھ جاری رکھیں:-

اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ "فاروق" کی خدمات اور سلسلہ کو اس کی ضرورت ایسی باتیں ہیں۔ جن سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ پس یہ قطعاً گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ کہ "فاروق" خریداروں کی کمی کی وجہ سے بند ہو جائے ۔۔ تمام احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ ہماری یہ گزارش نہایت توجہ سے سنیں۔ اور بہت جلد خریدار مہیا کر دیں:-

---

مسلمانانِ کشمیر کی بے بسی بے کسی۔ اور کس مپرسی میں پڑی ہوئی قوم کی امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ خصوصیت سے احمدی احباب کو ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ تا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشاء مبارک پورا ہو۔ اللہ تعالےٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے:- فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔

گوجرانوالہ امیر جناب حکیم محمد دین صاحب کو الوداعی ایڈریس

۱۴ - نومبر کو اراکین و ممبران جماعت احمدیہ گوجرانوالہ اپنے سابق امیر جماعت جناب حکیم محمد دین صاحب کو الوداعی ایڈریس پیش کرنے کی غرض سے شیخ محمد لطیف صاحب کے مکان پر جمع ہوئے۔ جناب شیخ عبد القادر صاحب بی - اے وکیل جنرل سکرٹری نے ایڈریس پڑھا جس میں حکیم صاحب محترم کی چھ سالہ امارت کی قابل قدر خدمات کا نہایت واضح الفاظ میں اعتراف کیا گیا۔ حکیم صاحب کے وجود سے جو فیوض جماعت کو بہ حیثیت مجموعی حاصل تھے۔ ان کے اعادہ سے احباب پر رقت طاری تھی۔ اور حکیم صاحب کی جدائی ایک سخت صدمہ محسوس ہو رہی تھی۔ مگر اس خیال سے کہ صاحب موصوف دارالامان ہجرت فرما رہے ہیں اطمینان تھا حکیم صاحب مکرم نے جواب ایڈریس میں جماعت کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔ بوجہ کمزوری و بڑھاپے کے آپ زیادہ دیر تک بول نہ سکے۔ حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ جلسہ بعد دعا ختم ہوا:- نامہ نگار

چندہ کشمیر

میاں غلام محمد صاحب سمبڑیالوی ضلع گوجرانوالہ میں چندہ کشمیر وصول کر رہے ہیں۔ گزشتہ ایام میں ان کی طرف سے بہ تفصیل ذیل رقوم داخل ہوئی ہیں۔ معطی صاحبان اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے:-

موضع اروپ سے ۱۷ - روپے کی رقم وصول ہوئی ہے۔ اس میں ۷ - روپے کی رقم قاضی علی محمد صاحب نے خود اپنی طرف سے معہ اپنی دختر کے دیئے۔ اور ۵ - روپے چودھری محمد حسین صاحب وکیل نے عطا فرمائے باقی رقم دوسرے احباب کرام کی طرف سے ہے۔ اس چندے کے حصول میں قاضی صاحب موصوف نے خاصی امداد فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء اس کے علاوہ فیروز والہ تین روپے ۱۴ - آنے۔ تونڈی کھجور والی ۲ روپے۔ تونڈی راہ والی ۱۲/- ترگڑی ۱/۳ گکھڑ ایک روپیہ وزیر آباد ڈیڑھ روپیہ

میاں احمد الدین صاحب زرگر نے اس ماہ میں ۲۰۰ - روپے کی رقم مسلمانوں سے وصول کر کے ارسال کی ہے۔ ان کا دورہ شروع ہے احباب ان کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اس کے علاوہ علاقہ جالندھر۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ نابھہ۔ انبالہ میں قاضی منظور محمد صاحب کپورتھلوی۔ ضلع سیالکوٹ میں میاں غلام محمد صاحب زرگر بیگووال والے۔ اور میاں احمد الدین خان صاحب پوچھ والے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

غیر مُبایعین اور اُن کا "مُصلح موعُود"

مولوی محمد علی صاحب خشک منطق اور فلسفیانہ خیالات کی اُلجھن میں

غیر مبایعین کا ایک اعتراض

غیر مبایعین کے اکابر جماعت احمدیہ کے عقائد پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے جہاں کئی ایک اور بے سروپا اور بے ہودہ باتیں کہتے چلے آئے ہیں۔ وہاں ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مان کر مبایعین نے نبوت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے والے بعض لوگ ماموریت وغیرہ کے دعوے کر رہے ہیں۔ اگرچہ کسی کے جھوٹے دعوے کو جماعت احمدیہ پر اعتراض کرنے کی بنا قرار دینا ایک بے ہودہ بات ہے۔ کیونکہ بعض ایسے لوگوں کے ماموریت کے دعاوی بھی موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے منکر ہیں۔ لیکن غیر مبایعین اس امر کو بڑے زور و شور کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف پیش کرتے۔ اور اُن کے خاص رکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے مخصوص انداز میں کئی بار تمسخر و استہزاء سے بھی کام لے چکے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ میر عابد علی شاہ بدوملی والے اور حکیم ظہیر الدین اروپی جنہیں غیر مبایعین کے امیر صاحب خود بھی نبوت۔ ماموریت۔ مہدویت اور مصلح موعود وغیرہ کے دعوے کرنے والوں میں سے سمجھتے ہیں۔ انہی میں سے تھے۔ پھر بھی ان کی زبان طعن جماعت احمدیہ پر دراز ہوتی رہی ہے۔

زبان درازی کا خمیازہ بھگتنے کا وقت

معلوم ہوتا ہے۔ وُہ وقت آگیا ہے۔ جب انہیں اپنی اس زبان درازی کا خمیازہ پوری طرح بھگتنا پڑے۔ ان میں سے جو صداقت شعاری وحق پسندی کا مادہ رکھتے ہیں۔ وُہ تو یہ اقرار کرلیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا عقیدہ جھوٹے اور غلط دعاوی گھڑنے کا موجب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسے لوگ دماغی خرابی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اپنی کم ظرفی کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ لیکن جو ضد اور تعصب میں حد سے بڑھ چکے ہیں۔ انہیں یہ سمجھکر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا زور و شور کے ساتھ انکار کرنے۔ آپ کو صرف مجدد ماننے۔ اور کئی طریق سے آپ کی عظمت وشان کو گھٹانے کی کوشش کرنے کے باوجود ماموریت۔ مہدویت اور مصلح موعود ہونے کے مدعی کھڑے ہوسکتے ہیں۔ آپ کی صداقت کا ہی انکار کر دینا پڑے۔ اور وُہ اپنے لئے نیچریت و دہریت کو پسند کرلیں

غیر مبایعین کے مصلح موعُود کی غرض

بات یہ ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہُوا۔ ایک شخص شیخ غلام محمد نے جو غیر مبایعین کی انجمن کے نہایت ذمہ وار عہدوں پر کام کرتا رہا۔ اور ان کی مجلس معتمدین کا ممبر بھی تھا۔ کئی ایک دعاوی پیش کرتے ہُوئے کہا۔ وُہ "اللہ تعالےٰ کا فرستادہ اور مامُور ہے"۔ اور اس نے اپنی بعثت کی غرض غیر مبایعین کو مخاطب کر کے بعض خاص لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں بیان کی ہے۔ کہ

"کیا تم ان کے ساتھ رہ کر جل جانا یا ان کی عمارت میں کھڑے رہ کر نیچے آجانا چاہتے ہو۔ وُہ سخت کوشش میں ہیں۔ کہ اپنی ذاتی عمارتوں کو کھڑا رکھیں۔ اس لئے دفتروں میں بھی ان کے رشتہ داروں کا پُورا قبضہ ہے۔ اور جماعتوں کی تبلیغ و تنظیم بھی ان کے رشتہ داروں کے سپرد ہے۔ آج انجمن کے مبلغ و محصل اور کل ملازم بھی ان بتوں کے ہی ملازم ہیں۔ انجمن کے ملازم نہیں۔ اس لئے کہ ان کا تقرر۔ تنزل۔ ترقی۔ موقوفی کے کل اختیارات ان بتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ تمہاری انجمن یونہی بدنام ہے۔ سب مبلغ و ملازم تمہارے بتوں کی اغراض کی تکمیل کے لئے آلہ کار ہیں۔ پس ان سب سے کنارہ کشی کرلو۔ دیکھو یہ نہ سمجھنا۔ کہ اس سے تمہارا بنا بنایا کام۔ اور کوئی قومی عمارت گر جائے گی۔ بلکہ اس سے تم سب بچکر اور اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ رکھ کر اس سے بہتر اور مضبوط خدائی عمارت تیار کر کے اس میں آرام سے بسیرا لینے کے قابل ہوجاؤ گے۔ اور جن انفرادی عمارتوں کے گر جانے کا وقت ہے قریب ہے وہی تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ تمہیں معلوم نہیں۔ کہ تمہاری انجمن کا کام اب چندہ کی بجائے قرضہ پر چل رہا ہے۔ کیا خدائی کام قرضوں سے چلا کرتے ہیں۔ یہ قرضہ تم میں سے جو لوگ دیتے ہیں۔ وُہ اپنی جان اور قوم پر سخت ظلم کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ اس قرضہ سے سوائے اس کے کچھ مطلب نہیں۔ کہ تمہارے بڑے مولوی کا بُت قائم رہے۔ اس کا تانا بانا۔ اور سکہ جاری رہے۔ اور اس کی ناقابلیت اور بدنظمی اور نااہلیت کا پردہ چاک نہ ہو۔ اور اس کے اخراجات کی قلمیں چلتی رہیں۔ لیکن جب وُہ رخصت ہو گیا۔ یا الگ ہو گیا۔ تو وُہ قرضہ کا ذمہ وار نہیں۔ بلکہ اس کی ذمہ دار تمہاری غریب انجمن اور قوم ہے۔ وُہ خرچ کرنے اور اپنی ذات بنانے کا افسر ہے۔ نقصان اور بدنام ہونیکے لئے تم ہو۔ پس تم خواہ چندے دے کر اس کی کشتی چلاتے رہو۔ اور خواہ قرضے دے کر۔ وُہ اس وقت تک تمہارا ہے۔ جب تک تم دونوں میں سے کچھ اُسے دیتے ہو۔ تم نے لاکھوں اور ہزاروں بھی دیئے۔ اور اب تم آنہ اور پیسہ اور آٹا فنڈ تک جا پہونچے ہو۔ لیکن نہ تم سمجھتے ہو۔ اور نہ تمہارا بڑا بت کچھ سمجھتا ہے۔ اور خراب عادتیں نہیں جاتیں۔ ان کے دور جیتے جی کیسے ختم ہوسکتے ہیں۔ پس اس لئے اب قرضے کے دور چلتے ہیں۔ اور بیس تیس ہزار سالانہ قرضے سے تمہاری انجمن کا کام چلتا ہے۔ ذرا ان بتوں سے پوچھو۔ کہ تم پر ذاتی رنگ میں اپنے گھر کا نظام چلانے میں کس قدر قرضہ ہے۔ اگر وہاں بھی بڑے صاحب مقروض ہی ہوں۔ تو پھر تو معذوری ہے۔ لیکن اگر وہاں قرضے کا نام نہیں۔ اور انجمن ہی اس کے لئے مخصوص ہے۔ تو خدارا انجمن پر رحم کرو۔ ورنہ سخت سزا تمہارے پیچھے مُنہ کھولے کھڑی ہے تمہیں عین وقت پر جب تم تھکے ماندہ اور نیم مردہ ہو چکے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں میرے ذریعہ یہ بشارت سُنا دی ہے۔ کہ تمہاری کٹھن منزل میں آٹھ دس سال باقی ہیں۔ ذرا جوان بن کر اور زور لگا دو۔ اور خالص قومی عمارت میں میرے ساتھ مل کر خدا کا کام کر کے دکھا دو۔ لیکن تمہارے بُت تمہیں اس سے ہٹاتے اور دُور کی باتیں سنا کر تمہیں بٹھاتے ہیں۔ کبھی تیرہ سو سال کی پچھلی باتیں سُنا دیتے ہیں۔ کبھی پچاس سال کی حضرت مرزا صاحب کی۔ اور کبھی آئندہ تین سو یا ہزار سال کی۔ لیکن اپنے وقت کی اور تمہاری زندگی کی کوئی بات تمہیں نہیں سُناتے۔ کیا ایسے حال میں تم اس کو ترجیح دوگے۔ جو تمہیں خدا کی طرف سے اس کی باتیں تمہاری دنیا اور دین کی بہتری کے لئے سُناتا ہے۔ اور تمہارا کچھ بناتا ہے۔ یا اس کی جو تمہیں اپنی خدمت کے لئے اپنے بُت کو بناتا ہے۔ اور تمہیں دُور سے سلام کرتا ہے۔ اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ کہ اُسے اپنی پاکیزگی اور بخشش کا یقین بھی ہے۔ یا نہیں۔ تم اس سے پوچھ کر دیکھ لو۔ کہ وُہ کس حال میں ہے۔ وُہ دُنیا کی ملونیوں سے اپنی پاکیزگی کی قسم مؤکد بعذاب نہیں کھا سکتا۔ اور نہ میرے خلاف وہ کوئی قسم کھا سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے اندرونی دل اور کل حرکتوں پر میرے پروردگار کا زبردست پنجہ ہے۔ اس لئے وُہ میری پکڑ میں ہے۔ جو اگر قسم نہ کھائیگا اور نہ بولیگا۔ نہ جواب دیگا۔ تو اندر ہی اندر وُہ زخمی اور چھید چھید ہو کر رہے گا"
(رسالہ ۲؎)

غیر مبایعین کی طرف سے ناز برداری

باتیں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ جو اس مدعی ماموریت نے غیر مبایعین

سے کہی ہیں۔ لیکن مندرجہ بالا اقتباس سے ہی ظاہر ہے۔ کہ اسے غیر مبایعین کی اصلاح کے لئے خاص طور پر مامور ہونے کا دعوےٰ ہے جب تک یہ شخص غیر مبایعین کی انجمن کا ملازم رہا۔ اس کی خاص طور پر ناز برداری کی جاتی رہی۔ اسے یکم جولائی ۱۹۱۹ء کو ۲۵ روپے ماہوار پر ملازم رکھا گیا۔ مگر اس کے بعد پے بہ پے ترقیاں دے کر اکتوبر ۱۹۲۰ء میں اس کی تنخواہ پینتالیس ۴۵ روپے کر دی گئی۔ ان غیر معمولی ترقیوں کا ذکر کرتا ہوا "پیغام" ۸ یکم نومبر ۱۹۳۳ء آج یوں چیخ رہا ہے کہ

"کونسا سرکاری محکمہ ہے جس نے ایک معمولی انٹرنس پاس کلرک کو ۲۵ ماہوار سے ۴۵ ماہوار دو سال پانچ ماہ کے عرصہ میں ترقی دے دی ہو"

پھر جب وہ کچھ عرصہ کے لئے انجمن کی ملازمت سے علیحدہ ہو گیا تو اس کے دوبارہ ملازم ہونے پر اسے پہلے سے بھی زیادہ فیاضی کے ساتھ ترقیاں دی گئیں۔ چنانچہ "پیغام" مذکور لکھتا ہے:-

"دوبارہ واپس لے لینے پر حضرت امیر کی فیاضی دیکھئے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو ۵۰ ماہوار پر رکھ کر سات سال کے عرصہ میں اسے ۱۰۰ ماہوار تک جا پہونچایا۔ حالانکہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۲۴ء کو اس کے کام کے متعلق یہ ریمارک موجود ہے۔ کہ "بہت لاپرواہی سے کام لیتے ہیں"

ناز برداری کی وجہ

اگر غیر مبایعین کے "حضرت امیر" اپنی انجمن کے تمام ملازمین کے ساتھ ایسا ہی فیاضانہ سلوک کرتے رہتے ہیں۔ تو پھر شیخ غلام محمد صاحب کے لئے کوئی خصوصیت نہ رہی اور اس کا ذکر کرنا فضول ہے۔ لیکن اگر یہ فیاضی ان کے لئے ہی مخصوص تھی۔ اور باوجود اس ریمارک کے کہ وہ "بہت لاپرواہی سے کام لیتے ہیں" اس فیاضی میں کوئی فرق نہ آیا۔ تو اس کی کوئی خاص وجہ بھی ہونی چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ "پیغام" نے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ ہمارے نزدیک وہ وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ شیخ صاحب سے "حضرت امیر" کو اسی قسم کا خطرہ تھا جس کا ظہور ہو کر رہا۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ دے دلا کر اور خوش کر کے اس خطرہ کو ٹالنے کی کوشش کریں۔

فیاضی کا تلخ تجربہ

لیکن جب "حضرت امیر" کی فیاضی کسی کام نہ آئی۔ اور شیخ صاحب نے "مہدی اور مصلح موعود اور امام وقت اور دابۃ الارض" ہونے کا دعوےٰ کرنے کے ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب کو بالفاظ ان کے "خائن اور منافق اور بدترین انسان" کہنا شروع کر دیا۔ تو مولوی صاحب اور ان کے رفقاء نے ظاہرہ طور پر تو اسے پاگل اور مجنون قرار دے کر ناقابل التفات بنانے کی کوشش کی۔ لیکن در پردہ اس جوڑ توڑ میں لگ گئے۔ کہ کسی طرح پھر اس پر قابو حاصل کریں۔ آخر جب اسے فاقوں پر فاقے آنے لگے۔ تو وہ معافی نامہ لکھ دینے کے لئے مجبور ہو گیا۔ اور مولوی صاحب نے غنیمت سمجھ کر اسے پھر ملازم رکھ لیا۔ ڈیڑھ سال کے قریب وہ ملازمت کرتا رہا۔

از سر نو جوش اصلاح

اس کے بعد اسے غیر مبایعین کی اصلاح کا پہلے سے بھی زیادہ جوش اٹھا۔ اور اب وہ پہلے سے زیادہ ان کے اندرونی راز منکشف کر کے ان کی اصلاح کی ضرورت ظاہر کر رہا ہے۔

غیر مبایعین کی ڈیفنس لیگ اور "حضرت امیر" کی جدوجہد

اس موقعہ پر پھر اسے پاگل بتایا گیا۔ حتیٰ کہ پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ لیکن اب کے وہ اکیلا کھڑا نہیں ہوا۔ بلکہ غیر مبایعین میں سے چند ایک نہایت سرکردہ لوگوں کو جن میں سے بعض ان کی مجلس معتمدین کے اراکین بھی ہیں۔ اپنا معتقد بنانے میں کامیاب ہو گیا اور غیر مبایعین کو اس نے ایسا سراسیمہ کر دیا ہے۔ کہ وہ اس بات کو بھول کر کہ اسے تو وہ پاگل قرار دے چکے ہیں۔ ایک طرف اس کے مقابلہ کے لئے "احمدیہ ڈیفنس لیگ" قائم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے "حضرت امیر" "ماموریت اور مہدویت کے ادعاؤں پر ایک سرسری نظر" کے عنوان سے اشتہار چھپوا کر شائع کر رہے ہیں۔ ہم اس وقت نہ تو "احمدیہ ڈیفنس لیگ" کے پیش کردہ ڈیفنس کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس کے پیش کردہ امور شیخ غلام محمد صاحب کے عائد کردہ الزامات کو دور کرنے کی بجائے انہیں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ثابت کر رہے ہیں۔ اور نہ "حضرت امیر" کی "سرسری نظر" کی نسبت سوائے اس کے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی سہولت و آسانی کے لئے صرف وہ پہلو لیا ہے جس سے ماموریت اور مہدویت کا ادعا کرنے والوں کی پریشان دماغی اور پراگندہ خیالی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور وہ ان سب باتوں کو بالکل نظر انداز کر گئے ہیں جن کا تعلق ان کی ذات اور ان کی انجمن کے اندرونی حالات سے ہے۔ حالانکہ یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ ایک پراگندہ دماغ انسان گذشتہ واقعات سے تعلق رکھنے والی بعض ایسی پتے کی باتیں بیان کر دیا کرتا ہے جن کا اس کی اصلی حالت میں اس کے منہ سے نکلنا محال ہوتا ہے

مولوی محمد علی صاحب سے ان کے رفقاء کو شکایت

ہم اس وقت صرف اس بات کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں جسے شیخ غلام محمد صاحب نے اپنے رسالہ نمبر ۴ میں غیر مبایعین کے "ایک پرانے معزز رکن مجلس معتمدین" کی طرف سے پیش کیا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اسی کو پیش نظر رکھ کر "ماموریت اور مہدویت کے ادعاؤں پر ایک سرسری نظر" والا اشتہار شائع کیا ہے۔

"معزز رکن مجلس معتمدین" نے لکھا ہے "مجھے ہمیشہ سے اخوان لاہور کی نسبت باوجود معتقدات میں صحیح راہ پر ہونے کے یہ شکایت ہے۔ کہ یہ لوگ ارباب الہام سے متنفر اور ان کو سبک نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یہ خشک منطقی اور فلسفی خیالات کے ڈھانچہ میں قرآن حکیم کو ڈھال لینا بڑا کمال جانتے ہیں"

اسی بات کو زیادہ وضاحت کے ساتھ محمد عجب خان صاحب لائف ممبر مجلس معتمدین نے یوں بیان کیا ہے کہ "ہم ہمیشہ مولوی محمد علی صاحب کو ایک خشک منطقی آدمی سمجھتے رہے ہیں جس کا روحانیت کے ساتھ ذرا تعلق نہیں۔ اور وہ مرزا صاحب مسیح موعود کا صرف منطقی حصہ کا مصدق ہے۔ اور انجمن کو تو اس نے اپنے طمع مال و زر اور عدم قابلیت انتظام کی وجہ سے بالکل تباہ کر دیا ہے۔ اور اس سے نہایت قابل شرم امور سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ میں نے پچھلے سال لکھ دیا تھا۔ کہ مولانا صاحب کو استعفاء دے دینا چاہیئے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ جماعت کے انتظام سے وہ علیحدہ کیا جائے۔ اور انتظام اس سے لائق ہاتھوں میں دیا جائے"

مولوی محمد علی صاحب کا جواب

اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے اپنا سارا زور بیچارے شیخ غلام محمد صاحب پر گرایا ہے۔ اسے "پرلے درجہ کا بے شرم انسان" وغیرہ کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ لیکن اس بات کا کوئی ثبوت بہم نہیں پہونچایا۔ کہ وہ منطقی اور فلسفیانہ الجھنوں سے نکل کر روحانیت سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور ارباب الہام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب ان کی نگاہ میں اس روحانیت کی کوئی قدر نہیں جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از سر نو دنیا میں قائم کیا۔ اور وہ آپ کے عظیم الشان الہامات کو جن کی صداقت کا اعتراف کرنے کے لئے دنیا مجبور ہو رہی ہے۔ کوئی وقعت نہیں دیتے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہیں روحانیت سے کوئی تعلق ہے۔

شکایت کرنے والے حق بجانب ہیں

مولوی محمد علی صاحب سے گہرا تعلق رکھنے والے اور ان کو نہایت قریب سے دیکھنے والے جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "یہ خشک منطقی اور فلسفی خیالات کے ڈھانچہ میں قرآن حکیم کو ڈھال لینا بڑا کمال جانتے ہیں" اور یہ کہ "ہم ہمیشہ مولوی محمد علی صاحب کو ایک خشک منطقی آدمی سمجھتے رہے ہیں جس کا روحانیت کے ساتھ ذرہ تعلق نہیں" وہ بالکل حق بجانب ہیں۔ اور مولوی صاحب موصوف نے حال میں بھی اپنے منہ سے ان کی تصدیق کر دی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے الہامات اور مولوی محمد علی صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" جو حرف بحرف نہایت ہی صفائی اور حیرت انگیز طریق سے پورا ہوا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جو ۲۳ - نومبر کے "پیغام" میں شائع ہوا۔ کہتے ہیں۔ "عالم جسمانی کے متعلق مامور پر جو حالات منکشف ہوتے ہیں۔ وہ تائیدی رنگ میں ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کا عالم روحانی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ نہ عوام پر ان کا اظہار لازمی ہے"

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اگر عالم جسمانی سے تعلق رکھنے والے امور جو مامور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ الہام منکشف کئے جاتے ہیں۔ عالم روحانی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ وہ نہ مامور کی روحانیت کا ثبوت ہوتے ہیں۔ اور نہ ان سے دوسروں کو روحانیت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو پھر ان کا خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونا نعوذ باللہ بالکل فضول ہوا۔ اور جب اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب یہ کہتے ہیں۔ کہ "نہ عوام پر ان کا اظہار لازمی ہے" تو گویا مامور کے نہایت عظیم الشان الہامات کو بھی جو دنیا میں تہلکہ ڈال دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱

خطبہ جمعہ

سیرت النبیؐ کے جلسوں کے متعلق اہم ہدایات

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو صدمہ پہنچانے سے احتراز کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پرسوں انشاء اللہ تعالیٰ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات

سے دنیا کو آگاہ کرنے اور اپنے نوجوانوں کو ان کے احسانات سے واقف کرنے کا دن آنے والا ہے۔ اچھی سے اچھی چیز بُرے ہاتھوں میں پڑ کر خراب ہو جاتی ہے۔ اور بری سے بری چیز اچھے ہاتھوں میں آکر کچھ نہ کچھ اپنی شکل بدل لیتی ہے۔ بلکہ کئی ایسی چیزیں جنہیں لوگ بُرا سمجھتے ہیں۔ وہ اچھے ہاتھوں میں آکر نیکیاں اور خیر بن جاتی ہیں۔ اس دن کے متعلق بھی ہمارے دوستوں کو خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام کسی تصنع اور کسی ایسے ذریعہ کو جو اپنی ذات میں ناجائز و ناپسندیدہ ہو۔ اچھے کام کے لئے جائز و پسندیدہ نہیں سمجھتا۔ ایسے ہی

جذبات کے اظہار کے مواقع

ہوتے ہیں۔ جبکہ قوموں کے قدم ٹھوکر کھا جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہر وقت ہی

جسر صراط

پر کھڑا ہے۔ ذرا سی لغزش اس کو اور اس کی قوم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے۔ شیعوں کے تعزیوں کو دیکھتے ہو۔ ان کی کہاں سے کہاں نوبت پہنچ گئی۔

غم کے اظہار کی بعض کیفیات

بعض نے ظاہر کی ہوں گی۔ بعد میں آنے والوں نے ان پر مبالغہ کی کوشش کی۔ اور ان کے بعد آنے والوں نے اور مبالغہ کی کوشش کی۔ پھر لوگوں میں سے بعض کمزور ہوتے ہیں۔ انہیں

لیڈری کی خواہش

ہوتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ پہلوں سے زیادہ کام کر کے دکھائیں اور جب

جائز حد بندی

ختم ہو جائے تو چونکہ ناجائز کا ہی دروازہ کھلتا ہے۔ اس لئے ان میں ایسی باتیں پیدا ہو گئیں۔ ابتدا میں محض

امام حسین کی شہادت

کا ذکر کر کے لوگ ایک دوسرے کے دل میں محبت قائم رکھتے پھر ان میں حال کھیلنے والے آ گئے۔ اور جب ان کی وجہ سے لوگوں نے رونا شروع کیا۔ تو واعظوں میں سے کمزور طبقہ نے خیال کیا۔ کہ اس طرح تو بڑی شہرت ہوتی ہے۔ لوگوں کو خوب رلانا چاہیئے۔ تب انہوں نے

باتوں میں مبالغہ

شروع کر دیا۔ تاکہ جو پہلے نہیں روتے۔ وہ بھی رو پڑیں۔ پھر مبالغہ آمیز باتیں سنکر بھی جو لوگ نہیں روتے تھے۔ انہوں نے طعن و تشنیع اور لوگوں کے ڈر سے جھوٹ موٹ رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ترقی کرتے کرتے واعظوں نے لوگوں کو رلانے اور لوگوں نے رونے کی مشقیں شروع کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اصل حقیقت جاتی رہی۔ اور کچھ کا کچھ لوگوں میں باقی رہ گیا۔ ہندوستان میں ایک ریاست ہے۔ اس میں کچھ عرصہ پہلے

واقعاتِ کربلا

ایک نئے رنگ میں دکھائے جاتے تھے۔ باقاعدہ ایکٹ کیا جاتا اور تمام واقعات کو عملی صورت میں دکھایا جاتا۔ چنانچہ ہر سال محرم کے دنوں میں وہاں کے نواب صاحب اپنے درباریوں اور حاشیہ نشینوں کو ساتھ لے کر گھوڑوں پر سوار ہو جاتے۔ اور سڑک پر کسی ایسے قیدی کو کھڑا کرنے کا حکم دے دیتے۔ جسے موت کا حکم مل چکا ہوتا اور اس قیدی کو سکھایا جاتا۔ کہ جب نواب صاحب تجھ سے پوچھیں کہ تو کون ہے۔ تو تو کہنا میں شمر ہوں یا یزید ہوں۔ نواب صاحب اپنے ساتھیوں سمیت گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے اور اس سے پوچھتے۔ تو کون ہے۔ جب وہ کہتا میں شمر ہوں۔ یا یزید ہوں۔ تو اسے مار دیا جاتا۔ گویا سمجھا جاتا۔ کہ اس رنگ میں انہوں نے

حضرت امام حسین کا بدلہ

لے لیا ہے۔ چالیس پچاس سال کا عرصہ ہوا۔ کوئی قیدی تھا جسے موت کا حکم مل چکا تھا۔ اُسے بھی سکھایا گیا۔ کہ جب نواب صاحب تیرے پاس پہنچیں۔ اور پوچھیں۔ کہ تو کون ہے۔ تو تُو کہنا۔ کہ میں شمر ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس کے رشتہ داروں کو کسی طرح نواب صاحب کی اس حرکت کا علم تھا۔ انہوں نے اسے کہا کہ لوگوں کے دھوکا میں نہ آنا۔ اس طرح نواب صاحب مار دیا کرتے ہیں۔ اسے ایک سڑک کے کنارے کھڑا کر دیا گیا۔ اور جب نواب صاحب اپنے ہمراہیوں سمیت گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ تو کون ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں

امام حسن

ہوں۔ اس پر وہ گالیاں دیتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ اور ملازموں نے پھر اسے

کئی قسم کے لالچ

دینے شروع کئے۔ مگر اب چونکہ وہ اپنی آنکھ سے بھی نواب صاحب کا حال دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہ اور زیادہ پختہ ہو گیا۔ لوگوں نے سمجھا۔ کہ اب یہ پھنس گیا ہے۔ نواب صاحب کو اطلاع دی گئی۔ کہ اب اسے سمجھا دیا گیا ہے۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ میں شمر ہوں۔ مگر جب پھر نواب صاحب گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جوش سے آئے۔ کہ ابھی اس کی بوٹیاں کر دیں۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ کہنے لگا۔ میں

امام حسین

---

۱ یہ خطبہ جمعہ جو ۲۴ نومبر کو ہوا۔ اس کا اخبار میں چھپ کر سیرت النبیؐ کے مقررہ دن ۲۶ نومبر سے قبل پہنچنا چونکہ ناممکن تھا۔ اس لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے اس کا مرتب کرنا ملتوی کرا کے مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل کو جنہوں نے یہ خطبہ قلم بند کیا تھا۔ ۲۵ نومبر سیرت النبیؐ کے جلسہ کے لئے آگرہ بھیج دیا۔ ان کے وہاں سے واپس آکر مرتب کرنے پر اب اسے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ہوں۔ نواب صاحب پھر واپس چلے گئے۔ اسی افراتفری میں وہ وہاں سے بھاگا۔ اور

انگریزی گورنمنٹ کی حدود

میں پناہ گزیں ہو گیا۔ گورنمنٹ نے شکایت پہنچنے پر جب معاملہ کی تحقیق کی۔ اور اسے درست پایا۔ تو اسی وقت سے وہاں انگریز وزیر جانے لگا۔ اور

نواب صاحب کے اختیارات میں کمی

کر دی گئی۔ اب دیکھ لو۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ کجا یہ کہ لوگ اس واقعہ کو محبت کے رنگ میں سنتے۔ اور کجا یہ کہ پھر یہ ایک پیشہ بن گیا۔ رلانے والے بھی بطور پیشہ رلاتے ہیں۔ اور بعض رونے والے بھی بطور پیشہ کے روتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایک آنہ چھ چھ پیسے بلکہ

پلاؤ کی ایک رکابی

پر رونے والے مل جاتے ہیں۔ مگر کیا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ اسلام کا یہی منشا تھا۔ کہ لوگ اس واقعہ کا ذکر کر کرکے روئیں یا رلائیں یا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس سے

غیر مذاہب والوں پر عمدہ اثر

پڑ سکتا ہے۔ وہ تو یہی سمجھتے ہیں۔ کہ پاگل ہیں۔ جو رو رہے ہیں۔ اور واقعہ میں جو لوگ پیسے لیکر روئیں۔ ان کے رونے کا دلوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ بے شک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو عشق و محبت سے کام کرتے۔ اور روتے ہیں۔ اور گو ہم انہیں غلطی پر کہہ سکتے ہیں۔ لیکن پاگل نہیں کہہ سکتے۔ مگر جو لوگ پیسے لے کر ماتم میں شریک ہوتے ہیں۔ صاف طور پر ان کے طرز سے ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ دل سے نہیں رو رہے۔ کیونکہ وہ ایک طرف تو روتے جاتے ہیں۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسروں کی طرف آنکھ اٹھا کر تماشہ دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ گو ان کی زبان پر افسوس کے الفاظ ہوتے ہیں۔ مگر ان کی نگاہ غم سے خالی ہر طرف گھوم رہی ہوتی ہے۔ اور ہر شخص انہیں دیکھ کر کہتا ہے۔ کہ خبر نہیں انہیں کیا ہو گا۔ یہ پاگل ہو گئے ہیں یا

حد درجہ کے لالچی

ہیں۔ کہ چند پیسوں کے عوض رو رہے ہیں۔ غرض ایک ہی چیز ہے۔ مگر پہلے اخلاص اور عقیدت کے اظہار کا ذریعہ سمجھی گئی۔ اور بعد میں

تصنع کی صورت

اختیار کر گئی۔ جس پر آج تک یورپین مصنفین ہنسی اڑاتے ہیں۔ ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر جلسہ منعقد کرنے کے لئے جو دن مقرر کیا ہے۔ اس کی ایک ہی غرض ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگوں کو معلوم ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان پر کیا کیا احسانات کئے۔ آپ نے کیا کیا قربانیاں کیں۔ اور کس رنگ میں لوگوں کے سامنے

ایک مکمل ضابطہ

پیش کیا۔ اس دن کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اسے تماشہ بنا لیا جائے۔ اور دلچسپی کا ایک ذریعہ سمجھ لیا جائے۔ اگر ہم ایسا کریں گے۔ تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے لئے لوگ اکٹھے نہیں ہوں گے۔ بلکہ تماشہ دیکھنے کے لئے آئیں گے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ کچھ دلیر ہوتے ہیں۔ وہ تھیٹر میں تماشہ دیکھ لیتے ہیں۔ اور کچھ

منافق مولوی

ہوتے ہیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی آڑ میں اپنی خواہشات کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ پس اس رنگ میں سوائے اس کے کہ لوگ منافق ثابت ہوں۔ اور کیا ظاہر ہو سکتا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے پردہ کے پیچھے ایکٹ کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ میں قریباً ہر سال کہتا رہا ہوں۔ کہ جماعت کو ایسا رنگ اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ منتظمین ہاں ہوں بھی کر دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہر سال

قادیان کے منتظمین

اس کا خیال نہیں رکھتے۔

کسی ایسے جلوس کا نکلنا جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال و اقوال کو خوبصورت پیرایہ میں پیش کیا گیا ہو۔ بری چیز نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بعض دفعہ جماعت کی ترقی کے خیال کے ماتحت اس قسم کی تجویز کو پسند فرما لیا کرتے تھے۔ کہ بعض شہروں میں جلوس نکالا جائے۔ جس میں سب لوگوں کی

ایک ہی طرز کی پگڑیاں

ہوں۔ پس اس قسم کے جلوس میں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر جلوس میں اس قسم کی حرکات اور اس قسم کے اقوال شامل کئے جائیں۔ جو ناجائز ہوں۔ تو پھر وہ

تبلیغی جلوس

نہیں رہتا۔ اور گو وہ دلچسپی کا ایک ذریعہ بن سکتا ہے۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ ناجائز ہو گا۔ اور اس بات کا ثبوت کہ لوگ جلوس میں محض اس کی دلچسپی کی وجہ سے شریک ہوتے ہیں۔ نہ کہ تبلیغی نقطۂ نگاہ سے۔ اس بات سے مل سکتا ہے۔ کہ جس طرف نظر اٹھائی جائے۔ بچے اور عورتیں جلوس کی طرف دوڑی چلی آتی ہیں۔ حالانکہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو۔ کوئی تقریر ہو۔ یا

قرآن مجید کا درس

ہو رہا ہو۔ تو لوگ اس شوق سے نہیں آتے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ

جلوس سے تبلیغ

مدنظر نہیں ہوتی۔ بلکہ جلوس محض ایک تماشا ہوتا ہے۔ اور اگر یہ تماشا نہیں۔ تو لوگ اس کی طرف کیوں اس قدر متوجہ ہوتے ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جلوسوں کے ضمن میں جماعت کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اسے تماشا نہ بنایا جائے۔ اور

قادیان کی جماعت

کو اس میں نمونہ بننا چاہیئے۔ مجھے نہیں معلوم میں نے کسی خطبہ کے ذریعہ اس امر کا اظہار کیا ہے یا نہیں۔ مگر یہ بات یقینی ہے۔ کہ میں ہمیشہ سے یہ نصیحت کرتا چلا آیا ہوں۔ مگر کہنے کا فائدہ بہت کم دیکھا ہے میرے نزدیک اگر

تھیٹر دیکھنے کا شوق

ہو۔ تو بجائے اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے پیچھے تھیٹر دیکھا جائے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایک دن تھیٹر کا مقرر کر لیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اس حقیر چیز میں کیوں لایا جاتا ہے۔

پس آئندہ کے لئے میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ بے شک اس موقع پر جلوس نکلے۔ مگر اس میں ایسے کلمات ہوں۔ جو تبلیغی ہوں مثلاً

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں

پڑھی جائیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارناموں کا ذکر ہے۔ تا کہ جو لوگ ہمارے جلسہ میں نہیں آتے۔ وہ اپنے گھروں پر ہی ہماری باتیں سن لیں۔ گویا یہ بھی ایک

تبلیغ کا رنگ

ہو گا۔ اور میں اس سے منع نہیں کرتا۔ گو اس رنگ میں جلوس بھی باہر ہی مفید ہوتے ہیں۔ یہاں تو ایک حد تک تماشہ ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ تبلیغی باتیں ہر وقت لوگوں کے سننے میں آتی رہتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے یہاں بھی جلوس اگر اس خیال سے نکال لیا جائے۔ کہ جنہیں ہماری باتیں سننے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح سن لیں گے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ ضروری ہے۔ کہ جلوس کے دوران میں ایسے کلمات استعمال کئے جائیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارناموں آپ کے اخلاق اور آپ کی

قربانیوں کا ذکر

ہو۔ اور اسی رنگ کی نظمیں بھی ہونی چاہئیں۔ تا کہ جو لوگ نثر سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ نظم سنکر ہی فائدہ حاصل کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اتنی نظمیں لکھی ہیں۔ ان سے منشا یہی ہے کہ جو لوگ نثر پڑھنا نہیں چاہتے۔ وہ نظم پڑھ لیا کریں۔ غرض ہر ایسی تدبیر جو جائز اور

مومن کے وقار کے مطابق

ہو۔ اس کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اچھی بات ہے لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب ان جلوسوں کو ایک حد کے اندر رکھا جائے۔ مثلاً ایسے محلوں میں سے جلوس کا گذرنا بھی بے فائدہ ہے۔ جہاں خالص اپنی جماعت کے لوگ رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ

محض ایک رسم

ہوگی۔ ہاں اگر ایسی گلیوں یا محلوں میں سے جلوس کو گذارا جائے جہاں غیر احمدی رہتے ہوں۔ اور جنہیں صحیح رنگ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات معلوم نہ ہوں۔ یا جہاں کسی

غیر احمدی واعظ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خوبیاں بیان کرتے ہوں جن سے حقیقت میں آپ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ کہ آپ کا حلیہ ایسا تھا۔ آنکھیں لمبی تھیں۔ بال ایسے تھے۔ یا ہندوؤں اور سکھوں کے مکانات کے پاس سے یا بازاروں میں سے جلوس گذارا جائے۔ جہاں ارد گرد کے دیہات کے بھی بعض لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ایسی باتیں پہنچ سکیں۔ تو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

دوسری چیز جس کی طرف میں ہمیشہ توجہ دلاتا رہا ہوں۔ اور مجھے ہمیشہ ہی حیرت ہوئی ہے کہ قادیان کے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں جن سے

اللہ تعالے کی وحدانیت پر حملہ

ہوتا ہو۔ ہمیں بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے۔ عشق ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم اللہ تعالے کی توحید کو صدمہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم پہنچائیں۔ تو یہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی

ہوگی۔ وہ چیز جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری گھڑیوں کو تکلیف دہ بنا دیا۔ وہ یہی تھی۔ ورنہ آپ نے فرمایا تھا۔ خدا تعالے کا ایک بندہ تھا۔ اس سے خدا نے پوچھا تم دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا ہمارے پاس آنا چاہتے ہو۔ تو اس نے کہا۔ اے خدا میں تیرے پاس آنا چاہتا ہوں۔ اب تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا حال ہی بیان فرمایا تھا مجلس میں جب آپ نے یہ بات بیان فرمائی۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ آپ نے کوئی ایک مثال سنائی ہے۔ شائد یہودیوں میں کوئی شخص ایسا گذرا ہو۔ یا عیسائیوں میں۔ مگر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ

یہ بات سنکر رو پڑے۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اور کہا۔ اس بڈھے کو کیا ہو گیا۔ کسی بندہ سے کہا گیا تھا۔ کہ تو دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ یا خدا کے پاس آنا چاہتا ہے اور اس نے کہا میں

خدا کے پاس

آنا چاہتا ہوں۔ اس سے اس کا کیا بگڑا۔ کہ یہ رونے لگ گیا۔ مگر دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا حال بتایا تھا۔ اور خبر دی تھی۔ کہ اب آپ دنیا میں زیادہ دیر نہیں رہیں گے۔

اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی

نہ تھمنے والی رقت

کو دیکھا۔ تو فرمایا ابوبکرؓ کا مجھ سے اس قدر تعلق ہے۔ کہ اگر خدا تعالے کے سوا میں کسی کو خلیل بناتا۔ تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ پھر فرمایا مسجد میں جس قدر کھڑکیاں کھلتی ہیں۔ ان میں سے سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے باقی سب بند کر دی جائیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی خواہش

تھی۔ کہ اللہ تعالے آپ کو بلا لے۔ اور گو بظاہر کام پورا نہیں ہوا تھا۔ اور حضرت عمرؓ جیسے انسان نے بھی آپ کی وفات پر کہہ دیا تھا۔ کہ آپ پھر واپس آئیں گے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظاہری نظروں میں

کامل طور پر اشاعت اسلام

کا کام نہیں ہوا تھا۔ مگر باوجود اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔ جتنا کام آپ نے کرنا تھا۔ وہ کر چکے۔ اور آپ کی خواہش ہے کہ اب اللہ تعالے کے پاس چلے جائیں۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض الموت میں سخت تکلیف ہوئی۔ آپ بار بار فرماتے اللہ تعالے

یہود و نصارے پر لعنت

کرے۔ کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ گویا باوجود اللہ تعالے سے ملنے کی خواہش کے جس بات سے آپ کی

زندگی کی آخری گھڑیاں

تکلیف سے گذریں۔ وہ یہی تھی۔ کہ کہیں میری امت شرک میں گرفتار نہ ہو جائے۔ پس اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نہ ہوگی۔ اگر ہم اس رنگ میں آپ سے محبت کا اظہار کریں۔ جس میں مشرکانہ رنگ پایا جاتا ہو۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں۔

ابوجہل کے تمام مظالم

اور وہ ایذائیں جو اس نے آپ کو دیں۔ آپ کا گلا گھونٹا آپ پر گند پھینکا۔ اور آپ کو ہر رنگ میں مشکلات و مصائب میں مبتلا کیا حقیر ہوں گی۔ اس امر کے مقابلہ میں کہ

آپ کی ذات کے متعلق کسی قسم کا شرک

کیا جائے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ یہاں جو جلوس نکلتا ہے۔ اس میں بعض قطعات پر لکھا ہوتا ہے۔ یا محمد۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے۔ اور اب وہ دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ پس یا محمد کہنا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں بعض دفعہ کشفی طور پر ایک انسان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح مخاطب کرتا ہے۔ تو وہ

روحانی کیف

ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں آتا۔ مگر جب کوئی شخص اس کیف سے خالی ہو کر یا محمد کہتا ہے۔ تو وہ نقل کرتا۔ اور مشرکانہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح میں نے دیکھا ہے۔ کہ کچھ تختے ہوتے ہیں۔ ان پر بھی یا محمد۔ یا محمد لکھا ہوتا ہے۔ بھلا یا محمد کہنے سے کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں گے۔ اگر تم

یا اللہ

کہو۔ تو بات بھی ہے۔ کیونکہ تمہارا خدا ہر وقت تمہارے پاس ہے۔ لیکن اگر تم یا محمد کہتے ہو۔ تو یہ

فضول بات

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے۔ اور جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا تھا۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ وہ سمجھ لے۔ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور جو

خدا کی عبادت

کرتا تھا۔ وہ جان لے۔ کہ خدا زندہ ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا کا پرستار ہے۔ وہ تو یا اللہ ہی کہے گا۔ یا محمد کبھی نہیں کہے گا۔ کیونکہ جس چیز کو بھی ہم بغیر کسی خاص کیفیت کے یا کہہ کر مخاطب کریں۔ بے فائدہ اور لغو بات ہے۔ ہاں کیفیت کی حالت میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ اور وہ ایسا وقت ہوتا ہے۔ کہ

تنہائی کی گھڑیاں

ہوتی ہیں۔ اور قوت متخیلہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے اشعار میں بعض جگہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب

کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ روحانی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب اس قدر محسوس کیا۔ کہ گویا آپ کو سامنے نظر آ گئے۔ اور اس

کشفی حالت

کے لحاظ سے آپ نے یا نبی اللہ وغیرہ الفاظ کہہ دیئے مگر کون بے وقوف شخص یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ لڑکے جو جلوس میں شامل ہوتے۔ اور اشعار پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے روحانی مقام پر اس وقت فائز ہوتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں

انتہائی قرب

حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ بے اختیار

یا محمد یا محمد

کہہ رہے ہوتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ تصنع ہے بناوٹ ہے۔ اور کچھ نہیں ۔

وہ کیفیت جس میں پیدا ہو۔ وہ بے شک کہہ لے۔ مگر کیا جس میں یہ کیفیت پیدا ہو۔ وہ لوگوں سے پوچھا کرتا ہے کہ میں کہوں یا نہیں۔ اس کے منہ سے تو آپ ہی بات نکل جاتی ہے۔ ایسی کیفیت خلوتوں اور

تنہائی کی گھڑیوں میں

بعض خاص لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔ جلوسوں میں نہیں آ سکتی پھر جب یہ کیفیت آتی ہے تو تصنع نہیں ہوتا۔ یہ کیفیت جب جلوس میں بھی طاری ہو تو کشفی حالت ہی ہوگی۔

پس ایسے تمام اشعار جن میں خدا تعالیٰ کی توحید کے خلاف باتیں پائی جاتی ہوں۔ ان کے پڑھنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کی کوئی ہتک نہیں ہو سکتی۔ گویا

آپ کا مقصد

توحید پرستی نہیں تھی۔ بلکہ نعوذ باللہ آپ نے لوگوں سے حضرت عیسیٰؑ کی پرستش کی بجائے اپنی پرستش شروع کرا دی اور یہ ایک نہایت ہی نامعقول اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والی بات ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے کئی بار سمجھایا پھر بھی یہ بیہودگی نظر آ جاتی ہے اور ہمیشہ جلوس میں ایسے تختے نظروں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ جن پر یا محمدؐ لکھا ہوتا ہے نہ معلوم جو منتظم ہیں۔ وہ قرآن مجید اور سلسلہ کے لٹریچر کو نہیں پڑھتے۔ اور اس امر کو بھی نہیں سمجھتے۔ کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض

کیا تھی۔ یا نہ معلوم کیا بات ہے کہ وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے کیسے اچھے شعر ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فارسی۔ اردو اور عربی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے ہیں۔ انہیں سن کر کوئی انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ اشعار لڑکوں سے پڑھاؤ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں

انہیں یاد کراؤ۔ یہ کیا کہ یا محمدؐ یا محمدؐ کہنا شروع کر دیا تم یا محمدؐ ہزار سال کہتے رہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے۔ اب وہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔ تم یا محمد کی بجائے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرو جو تمہاری

رگ جان سے بھی زیادہ قریب

ہے اور تم ابھی پوری بات بھی نہ کہہ چکے ہوتے کہ وہ تمہارے قریب آ جائے گا۔ وہ خود کہتا ہے۔ انی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا میں جواب دیتا ہوں۔ مگر جو قریب ہی نہیں اور جس کے اور ہمارے درمیان

ایک بہت بڑی دیوار

حائل ہے۔ اسے پکارنا کیا۔ اور اس سے جواب کی امید رکھنا کیا؟ پس ایک تو جلوسوں میں ایسا رنگ مت اختیار کرو۔ جو تھیٹر والا ہو یا جس میں مشرکانہ طریق پایا جاتا ہو۔ ہمیں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب ہیں۔ تو اسی لئے کہ آپ نے دنیا میں توحید قائم کی۔ ورنہ ان میں اور دوسرے انسانوں میں بظاہر کیا فرق ہے۔ آپ نے

خدا کی بڑائی

قائم کی۔ پس وہ خود بھی بڑے ہو گئے۔ اور در اصل جتنا جتنا کوئی شخص خدا کی بڑائی ظاہر کرتا ہے اسی قدر وہ خود بھی بڑا بنتا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ اپنی ذات کو مٹا دیا۔ اور چونکہ آپ نے اپنے نفس کی بجائے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی آپ کو

لازوال بزرگی

عطا کی۔ کیونکہ جب انسانی وجود مٹ جائے۔ تب خدا ہی خدا نظر آیا کرتا ہے۔ پس صحیح طریق اختیار کرو۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی محبت

تمام نیکیوں کی جڑ

ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

سب چیزوں کی جڑ تقویٰ اللہ ہے باقی اللہ تعالیٰ کے نبی رسول خلفاء۔ مجدد۔ صدیق۔ صلحا۔ اور اولیاء سب

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے ذرائع

ہیں۔ ہمارا اصل مقصد خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہ بیوقوفی ہوگی اگر چھوٹے کی محبت کے لئے بڑے کی عظمت کو قربان کر دیا جائے۔ پس جلوس میں تصنع نہیں ہونا چاہیے۔

سادگی اور اخلاص

ہونا چاہیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں مگر کئی شعر ایسے پڑھے جاتے ہیں۔ جن میں شرک کی بو ہوتی ہے۔ ان کا پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھو۔ درثمین وغیرہ میں سے کچھ حصوں کا انتخاب کر لو۔ اس میں ضرور مشکلات بھی پیدا ہونگی۔ مثلاً یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں لڑکوں کو یاد کرانی پڑیں گی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جو فائدہ ہے وہ بہت بڑا ہے۔ اس سے نہ صرف ظاہری لحاظ سے لوگوں پر عمدہ اثر پڑے گا۔ اور وہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات

سے واقف ہونگے بلکہ باطنی طور پر بھی فائدہ ہو گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا ہو گا۔ کہ ہم بھی ایسے اشعار لکھیں۔ جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات لوگوں کے سامنے آئیں۔ ایک

نعت کہنے کا پرانا طریق

تھا۔ اور وہ یہ کہ اشعار میں ذکر کیا جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناک ایسا خوبصورت تھا کان ایسے تھے۔ رنگ ایسا تھا قد ایسا تھا۔ اس سے غیر مسلموں یا مسلمانوں کو سوائے ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ مجھے یاد ہے میں ایک دفعہ کہیں باہر گیا۔ تو ایک ہندو مجھ سے ملنے آیا اس نے مجھے اس قدر شرمندہ کیا کہ میں پانی پانی ہو گیا۔ اگو وہ

غیر احمدیوں کا طریق عمل

تھا۔ مگر مسلمان ہونے کے لحاظ سے مجھے سخت ندامت ہوئی۔ وہ کہنے لگا مجھے ایک ایسے بندے کی تلاش تھی جو مجھے خدا تک پہنچائے۔ اس غرض کے لئے میں مختلف مذاہب کے لوگوں کے پاس گیا۔ اسی دوران میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کے لئے میں

مجالس مولود

میں پہنچا۔ تو میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ اس کے بعد اس نے وہاں کا ایسا گندہ نقشہ کھینچا کہ میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے وہاں بتایا جانے لگا آپ کی زلفیں ایسی تھیں۔ آنکھیں ایسی خوبصورت تھیں۔ اس قسم کا تھا رنگ اس طرح کا تھا۔ بھلا مجھے ان باتوں سے کیا۔ انہوں نے ان باتوں کو اس طرح بنا بنا کر پیش کیا۔ کہ میری آنکھیں ان کے سامنے جھک گئیں۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ لوگوں کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل محبت نہیں رہی۔ اگر وہ آپ کے حالات پڑھتے

قرآن مجید پر غور

کرتے۔ تو وہ ان باتوں کی طرف کبھی نہ جاتے۔ مگر چونکہ حالات معلوم کرنے اور قرآن مجید پر غور کرنے میں محنت صرف کرنی پڑتی ہے۔ مگر یہ معلوم کرنا اور یاد رکھنا بالکل آسان ہے۔ کہ آپ کا رنگ سفید تھا داڑھی گھنی تھی۔ اس لئے انہی کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس قسم کی

من گھڑت کہانیاں

سنانی شروع کر دیں۔ کہ ایک گوہ آئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا یا درخت اور پتھر آپ کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ ایسی کہانیاں چونکہ بچوں تک کو بھی بہت جلد یاد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے لوگوں نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

اسی رنگ میں بیان کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کسی بچے کو قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر سمجھاؤ۔ وہ سن لیگا۔ لیکن جب اس سے پوچھا جائے کہ کیا سنا تو کہے گا یاد نہیں۔ لیکن اسے

کوئی کہانی سنادو۔ اور تیسرے دن سننا چاہو تو ایک ایک حرف سنادیگا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں آپ کے اخلاق اور آپ کی

پاکیزہ زندگی کے واقعات

معلوم کرنے کے لئے محنت کی ضرورت تھی۔ اور کہانیاں بیان کرنا اور یاد رکھنا آسان تھا۔ اس لئے لوگوں نے کہانیاں اور قصے بیان کرنے شروع کر دئے۔ پس یہ لوگوں کی سستی اور کوتاہی کا ثبوت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں۔ اگر ہم بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اسی قسم کی باتوں میں الجھ جائیں۔ اور قرآن مجید سے معارف اور

نئے نئے علوم

نکالنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی فضائل بیان کرنے کی طرف توجہ نہ کریں۔ تو کس قدر افسوسناک بات ہوگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اگر یہ بیان کیا جائے۔ کہ آپ کا رنگ کیسا تھا۔ تو چونکہ رنگ نہیں بدلتا اس لئے اتنا جاننا ہی کافی ہوتا ہے۔ کہ آپ کا رنگ کالا تھا یا گورا۔ لیکن معارف چونکہ زمانے کے تغیر کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان کے متعلق محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے لوگ اس طرف آنے سے جی چراتے ہیں۔ یا مثلاً یہ امر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں سے اونچے تھے یا نیچے۔ ایک معمولی بات ہے ہر شخص اسے ایک دفعہ بھی سن لے تو یاد رکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ کہ آپ نے کس کس رنگ میں قربانیاں کیں۔

بنی نوع انسان سے آپ کے تعلقات

کس قسم کے تھے۔ پھر بنی نوع انسان کے علاوہ ہر فرد سے آپ کا علیحدہ علیحدہ سلوک تھا۔ زید کا بھی آپ سے تعلق تھا۔ اور اگر ہم غور کریں گے۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی کچھ قربانیاں کی ہیں۔ اسی طرح ہر صحابی کے متعلق غور کیا جا سکتا اور

نئی نئی باتیں

نکالی جا سکتی ہیں۔ پھر اگر ہم یہ دیکھیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح

انسانی فطرت کی گہرائیوں کا مطالعہ

کر کے دعائیں سکھائی ہیں۔ اور اس مضمون کے ماتحت قرآن مجید پر غور کیا جائے۔ تو سینکڑوں مضامین سامنے آنے شروع ہو جائیں گے۔ غرض اس طریق کے ماتحت کام کرو۔ اور جب شعر پڑھو تو اچھے شعر پڑھو۔ اسی طرح اگر خود اشعار بناؤ تو اچھے اشعار بناؤ۔

پرانے لوگوں میں سے

بھی بعض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نہایت اچھے اشعار کہے ہیں۔ اگر ہم ان سے بھی فائدہ اٹھائیں تو یہ اچھی بات ہوگی۔ میں نے اب کی دفعہ سیرت النبیؐ کے جلسہ کی آمد سے دو دن پہلے یہ بات سنا دی ہے۔ اب بھی اگر جلوس میں اس قسم کے اشعار پڑھے گئے۔ یا تختوں پر مجھے لکھے نظر آئے۔ تو میں جھنڈے وہیں رکھوا لونگا۔ اور ایسے لوگوں کو جلوس سے الگ کرا دونگا۔ کیونکہ یہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک

کرنے والی بات ہے۔ آپ کا اصل کام توحید کا قیام تھا۔ اس پر جتنا جی چاہے زور دو۔ مگر توحید کے صرف یہ معنے نہیں ہوتے کہ اللہ ایک ہے۔ اگر پتھر ایک ہو تو کیا یہ بڑی خوبی کی بات سمجھی جا سکتی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ دنیا کے تمام حسن اس ایک

خدا کے حسن کے سامنے ہیچ

ہیں۔ جب اس کے سامنے اچھی سے اچھی چیز بھی آجاتی ہے تو ماند پڑ جاتی ہے اور اکیلا خدا ہی نظر آتا ہے۔ پس ایک ہونے کا یہ مفہوم ہے کہ وہ

تمام صفات حسنہ میں منفرد

ہے۔ اور ساری چیزیں اس کے سامنے پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ یہی وہ مفہوم ہے جسے دنیا کے ذہن نشین کرنے کے لئے انبیاءؑ آتے ہیں۔ جب اس مفہوم کو اپنے دل میں بٹھاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت تمہارے دل میں قائم ہوگی۔ اور اس کا قرب تمہیں حاصل ہوگا پس یاد رکھو۔ تمام

ترقیات کا گُر

توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حسن کو ایسے رنگ میں ظاہر کرنا کہ باقی تمام حسن اس کے سامنے بے حقیقت ہو جائیں۔ اسی طرح جس طرح

سورج کے سامنے ستارے

ماند پڑ جاتے اور نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یہ توحید کا مفہوم ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ باقی چیزیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جسے خدا نے بنایا وہ معدوم کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر

خدا تعالیٰ کا حسن

اس قدر ظاہر ہو۔ کہ باقی تمام حسن ماند پڑ جائیں۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے حسن کے اور کوئی حسن نظر ہی نہ آئے۔ یہی توحید ہے۔ اور جس وقت یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اس وقت انسان کا دل کسی انسان کی محبت کے لئے فارغ نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلیم ہے۔ اسے دنیا کے سامنے پیش کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قربانیاں ظاہر کرو۔ اور آپ کی ان خدمات کو پیش کرو۔ جو آپ نے نوع انسان کے لئے کیں۔ ورنہ اگر یوں کرو گے۔ کہ ہندوؤں کے بازار میں سے گذرتے ہوئے یا محمدؐ یا محمدؐ کہو گے۔ تو وہ سمجھیں گے۔ یہ پاگل ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر تم یہ بیان کرو گے کہ غیر قوموں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا احسانات کئے۔ تو وہ بے اختیار آپ کے مداح ہو جائیں گے۔ تم تجربہ کر کے دیکھ لو کہ ان میں سے کونسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبت پیدا کرنیوالا نسخہ

ہے۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ قربانیاں پاکیزگی اور اخلاق ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ نہ کہ یا محمدؐ یا محمدؐ کہنے سے۔ پس

صحیح طریق

اختیار کرو۔ قادیان والوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ہر وقت دین کی باتیں سنتے رہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس دفعہ جلوس میں زیادہ عمدگی سے کام کیا جائے گا۔ اور کوئی ایسا طریق اختیار نہیں کیا جائے گا۔ جس میں تماشہ ہو یا

مشرکانہ رنگ

پایا جاتا ہو۔

اظہار تشکر

اخبار الفضل مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۲ء میں میرے برادر معظم جناب مولوی محمد عثمان صاحب احمدی رحمت منزل لکھنؤ کا ایک مضمون بہ عنوان "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دعا کا ایک تازہ نشان" شائع ہوا ہے۔ مضمون نہایت اخلاص سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اور اس کے ایک ایک لفظ کی میں تائید کرتا ہوں۔ اور میرے خیال میں ہر احمدی میری طرح تائید کرنے پر مجبور ہوگا لیکن الانسان مرکب من الخطاء والنسیان بھی ضرور صحیح ہے اسی خیال کی بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ مضمون مذکورہ بالا میں چند اہم فروگذاشتیں ایسی رہ گئی ہیں۔ کہ جن کے ازالہ کے لئے مجھے سطور ہذا سپرد قلم کرنا پڑی ہیں۔

ہمارے بھائی صاحب یہ لکھنا قطعاً بھول گئے۔ مگر میں نہیں بھول سکتا کہ میری صحت کے لئے علاوہ دیگر بزرگان دین کے میرے برادر محترم حضرت ڈاکٹر محمد عمر صاحب قبلہ پی۔ ایم۔ ایس میڈیکل افسر متعینہ صدر ہسپتال بریلی نے ہمیشہ دعا فرمائی ہے خاص کر ۱۹۲۷ء میں جب مجھ پر تپ دق کا آخری اور سخت حملہ ہوا۔ تو برادر محترم نے شاید اسی یا ۹۰ یا اس سے بھی زیادہ (کیونکہ اصل تعداد خدا ہی کو معلوم ہے) نفلی روزے میری صحت یابی کے لئے رکھے تھے۔ اور حالت عموماً میں دن رات دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ مجسم دعا ہو کر رہ گئے تھے۔ غرض میری صحت یابی میں ان کی دعاؤں کا بھی اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ میری بیماری کی حالت میں ۱۹۳۲ء تک بیز قبل از بیماری مالی طور پر بھی حیرت انگیز برادر معظم نے میری خاص طور پر ایسی مدد فرمائی کہ میں بغیر ہو کر شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ اور اس مدد کے لئے میں آپ کا ہمیشہ ممنون رہوں گا (راقم ڈاکٹر محمد زبیر احمدی ایم بی۔ بی ایس۔ لاٹ کمن لکھنؤ)

آنریری انسپکٹران بیت المال اپنا کام بدستور جاری رکھیں

نظارت بیت المال نے امسال دیہاتی انجمنوں کے لئے پیڈ انسپکٹران محصلین کے علاوہ ایک ایک دو دو انجمنوں کے لئے آنریری انسپکٹر بھی مقرر کئے ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں چندہ کی تحصیل کا انتظام سال بھر متواتر کرتے رہیں۔ فصل ربیع کے چندہ کی فراہمی کے انتظام میں اکثر آنریری انسپکٹران نے اپنے فرائض کو نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ اور ان کی کوشش کا نتیجہ بین طور پر ظاہر ہوا ہے۔ ایسے انسپکٹروں کی کارگزاری انجمن کے مالی سال کے اختتام پر مقامی عہدہ داروں کی کارگزاری کے ساتھ انشاء اللہ شائع کی جائے گی۔

اب چندہ جلسہ سالانہ اور فصل خریف کے چندے کی فراہمی کے انتظام کے متعلق بھی آنریری انسپکٹران بیت المال کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں دورہ کرکے۔ بقایا۔ چندہ فصل خریف و چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی کا انتظام کرائیں اور اپنی کارگزاری کی رپورٹ باقاعدہ دفتر ہذا میں بھجواتے رہیں؛

چندہ فصل خریف کی وصولی کے لئے بہ نسبت فصل ربیع کے بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فصل ربیع کی اجناس عموماً ایک ہی وقت میں قریباً تمام زمینداروں کے گھر پہنچ جاتی ہیں۔ اس لئے چندہ فصل ربیع بآسانی وصول ہو جاتا ہے۔ لیکن فصل خریف کی اجناس اور پیداوار بہت ہوتی ہے۔ اور ان کی کٹائی وغیرہ مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے۔ ایک وقت میں پیداوار زمینداروں کے گھروں میں نہیں پہنچتی۔ مثلاً کپاس۔ کماد (گنا جس کا گڑ شکر تیار ہوتا ہے) ماش۔ تل۔ مکئی۔ جوار باجرہ وغیرہ وغیرہ۔ گڑ شکر تو قریباً چھ ماہ تک تیار ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح کپاس کی پیداوار بھی دو تین ماہ میں تھوڑی تھوڑی گھروں میں آتی ہے۔ زیادہ تر قیمتی اجناس اس فصل کی ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے زمینداروں سے اس فصل کے چندہ کی وصولی کے لئے منتظمین کو بہت کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بار بار تقاضا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے آنریری انسپکٹران کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں جاکر دیکھیں۔ کہ اس فصل کے چندے کی وصولی مقامی عہدہ داروں نے شروع کی ہوئی ہے۔ یا نہیں۔ اگر کوئی وصولی میں نقص معلوم ہو۔ تو اس کی اصلاح کر دی جائے۔ اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ جن انجمنوں نے ابھی تک ادا نہیں کیا۔ یا چندہ جلسہ سالانہ تمام لوگوں سے وصول نہیں ہوا۔ ان کی وصولی کا انتظام مقامی جماعت کے ذی اثر احباب کے وفد کے ذریعہ جلد کرایا جائے۔ تا جلسہ سالانہ سے قبل تمام انجمنوں سے چندہ جلسہ سالانہ اور دیگر مدات کا بقایا صاف ہو جائے؛ (ناظر بیت المال قادیان)

گوشوارہ کارکردگی جماعتہائے انصار اللہ

بابت ماہ اکتوبر

سکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ رپورٹ مطبوعہ فارم پر ارسال کیا کریں۔ اشاعت کے خانہ میں ٹریکٹوں کتابوں کی تعداد ضرور درج کی جائے۔ اور سارے خانے پُر کرنے چاہئیں؛ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد انصار اللہ	تعداد تعلیمی اجتماع	تعداد افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہارات	پبلک جلسے یا مناظرے	تعداد وفود	تعداد دیہات زیر تبلیغ
۱	چھاؤنی جالندھر	۱۱	۱۶	۲۶	۴۷۶	x	۳	۹
۲	لائل پور	۱۷	۱۱	۱۰۷	۲۰۰۰	x	۹	شہر
۳	کالا گوجرا	۱۶	۱۵	۴۰	۲۵۰	x	۸	۲۰
۴	احمدی پور	۹	۸	۲۰	۲۰۰	x	۶	۴
۵	بھیرہ	۱۴	۱۰	۹	۷۰۰	x	x	شہر
۶	کائنتھاں	۹	۷	۱۱	۵۰	x	۷	۷
۷	سرائے نورنگ	۸	۷	۸۹	۷۲	x	۷	۲۳
۸	چک ۹۸ شمالی	۶	۶	۲۶	بذریعہ کتب	۲	۶	۶
۹	ملتان	۳۳	x	۹	۶۰	گفتگو	۹	شہر
۱۰	پٹیالہ	x	x	۱۰	بذریعہ اشتہارات	x	۱۰	x
۱۱	سنگرور	۱۰	۶	۲۵	۵۰۰	x	۴	خاص سنگرور
۱۲	سنور	۱۲	۱۲	۴۰۰	۱۰۰	جلسہ سالانہ	x	۸
۱۳	گوجرانوالہ	۱۴	۷	۱۳	۳۰۰	x	۴	۳
۱۴	محمود آباد	۹	۱۵	۱۰۳	۲۰	x	۹	۵
۱۵	صالح نگر	۹	۶	۱۶۴	بذریعہ کتب	x	۱۶	۵
۱۶	حافظ آباد	۷	۶	۲۰	۶۰	x	۶	۳ اور مبایعین
۱۷	وزیر آباد	۱۱	x	۲۵۲	۱۸۷	x	۱۱	۱۱
۱۸	لویری والہ	۶	x	۲۰	۳۵	x	۴	۳
۱۹	مریح ضلع جالندھر	۶	۶	۹	بذریعہ کتب و اشتہارات	x	تمام	۵
۲۰	انبالہ شہر	۱۳	۲۹	x	۵۵	x	تمام	x
۲۱	پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ	۳	۲	۳	x	x	۲	۳
۲۲	بھاگر بھٹیاں	۱۰	۷	۳۶	۳۴	گفتگو	۸	۴
۲۳	بڈھا کوٹ	۱۰	۱۰	۱۴۶	۳۰	۲	۱۰	۶ اور مبایعین
۲۴	سٹروعہ	۲۰	۱۶	۴۰	بذریعہ کتب الفضل اور تبلیغی ٹریکٹ	x	۲۰	گردونواح

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سر محمد اقبال صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس نے پنڈت نہرو کے نام ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں مسلم نمائندوں نے گاندھی جی سے کہا تھا۔ کہ اگر وہ مسلم مطالبات کو کانگرس سے منظور کرا دیں۔ تو مسلمان آزادی جنگ کی خاطر ان کی فوج میں شامل ہو جائیں گے۔ مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اگر اب پنڈت نہرو ایسا کرا دیں۔ تو مسلمان ان کی رہنمائی میں آزادی کی جنگ لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

محکمہ اطلاعات پنجاب نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ ایک پھانسی کے سزا یافتہ قیدی جس کی درخواست رحم بھی مسترد ہو چکی تھی۔ کے والد نے بذریعہ تار سیکرٹریٹ میں اطلاع دی۔ کہ وہ پریوی کونسل میں اپیل کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے التوار پھانسی کے احکام سپرنٹنڈنٹ لاہور سنٹرل جیل کو بھیج دیئے گئے۔ لیکن وہ لفافہ قیدی کو پھانسی دینے کے بعد گھنٹے بعد کھولا گیا۔ گورنمنٹ نے اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ایک ذمہ دار افسر کو مقرر کر دیا ہے۔

میر مقبول محمود صاحب دیوان ریاست جھالاوار نے خرابی صحت کی بناء پر اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ جسے منظور کرتے ہوئے والیٔ ریاست نے آپ کے کام کی تعریف کی ہے۔ اور آپ کو کابینہ کا غیر سرکاری رکن نامزد کیا ہے۔

گاندھی جی کی امریکن چیلی مس نیلا ناگنی ہوڑہ ایکسپریس کے فسٹ کلاس کمرہ میں بیٹھ کر ۵ دسمبر کو ہوڑہ پہنچی۔ جہاں بغیر ٹکٹ سفر کرنے کے الزام میں گرفتار کر لی گئی۔ لیکن چونکہ اس کا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اسے بھوانی پور کے شفاخانہ امراض دماغی میں داخل کر دیا گیا ہے۔

حکومت چین کی طرف سے حال میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جو بتاتی ہے۔ کہ چین میں اس وقت پچھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔

لائل پور سے ۴ دسمبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک ملحقہ گاؤں کے ایک مسلمان بڑھئی کی بیوی اپنی سوا ماہ کی لڑکی کو ایک چارپائی پر لٹا کر پڑوسن کے ہاں گئی۔ اور جب آئی۔ تو دیکھا کہ اس کی پالتو بلی لڑکی کو کھا رہی ہے۔ لڑکی ہلاک ہو چکی تھی۔ اور بلی اس کی نعش کا بہت سا حصہ کھا چکی تھی۔

گجرات کالج احمد آباد میں ۴ دسمبر کو لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین کرکٹ کا ایک میچ ہوا۔ جس میں لڑکیاں ۲۷ رنز سے جیت گئیں۔ حسب قواعد لڑکے بائیں ہاتھ سے بال دیتے تھے۔

مولانا شفیع داؤدی سیکرٹری مجلس عاملہ مسلم کانفرنس اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مجلس مذکور کا ایک اجلاس ۱۰ دسمبر کو دہلی میں منعقد ہو گا۔ جس میں بعض اہم مسائل پر غور و خوض کیا جائیگا۔

لیڈی ولنگڈن نے اعلان کیا ہے۔ کہ حضور نظام نے نئی دہلی کے گرجا گھر کے لئے ایک ہزار پونڈ چندہ دیا ہے۔ اس گرجا گھر کے لئے مزید ایک لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔

دارالعوام میں ۴ دسمبر کو ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ بنگال میں ہندو لڑکیوں پر مجرمانہ حملوں اور ان کے اغواء کی وارداتوں کے انسداد کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے۔ نائب وزیر ہند نے جواباً کہا۔ کہ بنگال گورنمنٹ کی رائے ہے کہ اخبارات میں شائع شدہ اعداد و شمار درست نہیں ہیں۔

اسمبلی میں ۴ دسمبر کو ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ سول نافرمانی کے قیدیوں کی درجہ بندی کے سلسلہ میں حکومت نے کیا کارروائی کی ہے۔ سر ہنری ہیگ نے جواب میں کہا۔ کہ سول نافرمانی کے قیدیوں کے متعلق حکومت اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

انڈیا ڈیفینس لیگ لندن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ۴ دسمبر کو لارڈ لائڈ نے کہا۔ کہ اگر ہندوستان کو سیلف گورنمنٹ دی گئی۔ تو ہمارے ملک کو سخت افلاس کا سامنا ہو گا۔ گذشتہ دو سو سال کے دوران میں ہماری دولت کا ایک بھاری حصہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ہندوستان سے آیا ہے۔ وائٹ پیپر سے ہندوستان میں بدامنی اور ابتری پیدا ہو گی۔

وی آنا سے آمدہ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں نازک صورت حالات پیدا ہو رہی ہے۔ ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔ آسٹرین جمہوریت کے قیام کی ۱۵ ویں سالگرہ کے لئے پولیس اور فوج کے خاص انتظامات کئے گئے ہیں۔ وزیر انصاف نے اعلان کیا ہے۔ کہ آتشزدگی اور تشدد کے جرائم کے لئے موت کی سزا دی جائیگی۔ اور سزا کے حکم کے بعد چار گھنٹہ کے اندر اندر ملزموں کو پھانسی پر لٹکا دیا جایا کرے گا۔ ملک میں جابجا پھانسیاں کھڑی کی جا رہی ہیں۔

کانگرسی لیڈروں کا ایک خفیہ اجلاس بند کمرہ میں ۵ دسمبر کو گاندھی جی کی قیامگاہ جبلپور میں ہوا۔ کارروائی کے متعلق ٹھیک طور پر معلوم نہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد کرنے اور انفرادی سول نافرمانی کی واپسی کے مسائل زیر بحث آئے۔

ریزرو بنک کے متعلق دہلی سے ۵ دسمبر کی اطلاع ہے کہ ۱۹۳۴ء تک معرض وجود میں آجائے گا۔ گو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ دونو اس امر پر متفق ہیں۔ کہ پہلے دس سال تک اس کے افسر اعلیٰ انگریز ہی رہیں گے۔

الہ آباد سے ۶ دسمبر کی خبر ہے کہ پنڈت جواہر لال کے اقتصادی پروگرام پر عمل کرنے کے لئے کانگرسی کارکن مسٹر رفیع احمد قدوائی کی رہنمائی میں جتھے بنا بنا کر ملحقہ دیہات کو روانہ ہو گئے ہیں۔

منشی گنج سے ۶ دسمبر کی اطلاع ہے کہ قریبی گاؤں میں ایک کانگرسی بم تیار کر رہا تھا۔ کہ اس کے پھٹ جانے کی وجہ سے سخت زخمی ہو گیا۔ پولیس اسے ہسپتال لے گئی۔ جہاں اس کی حالت نازک ہے۔

کلکتہ سے ۶ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ ضلع سلہٹ میں پانچ بنگالیوں نے ڈاک کے ہرکارہ پر شام کے وقت ڈاکہ ڈالا۔ اور اس سے آٹھ ہزار روپیہ کے بیمے چھین کر بھاگ گئے۔

گاندھی جی سے ۶ دسمبر کو ایک اخباری نمائندہ نے دریافت کیا۔ کہ اچھوت پن کے مکمل طور پر دور ہونے میں آپ کے خیال کے مطابق کتنا عرصہ لگے گا۔ آپ نے کہا کہ اس سوال کا جواب دینا میری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ کروڑوں انسانوں کے دل میں تبدیلی کا سوال ہے۔

شنگھائی سے ۶ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ حکومت تبت کی طرف سے حکومت چین کو چند صوبوں کے قبضہ کے متعلق الٹی میٹم دیا گیا تھا۔ اس کی میعاد ختم ہو جانے پر بھی چونکہ چین کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ لہٰذا چین اور تبت کی فوجوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ دس ہزار تبتی نوجوانوں نے چینی علاقہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ اس حملہ کو روکنے کے لئے حکومت چین فوجوں کو مجتمع کر رہی ہے۔

مدورا میں ۴ دسمبر ایک مجسٹریٹ کے پاس جبکہ وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ مصروف گفتگو تھا۔ تین نوجوان آئے۔ اور ان میں سے ایک نے اس پر بم پھینکا۔ جس سے وہ مجروح ہو گیا۔ پولیس نے تینوں نوجوانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

مدراس سے ۶ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ وہاں کے سناتن دھرمیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جب گاندھی جی مدراس آئیں۔ تو ان کا استقبال سیاہ جھنڈیوں سے کیا جائے۔ اور ان کے خلاف زبردست مظاہرے کئے جائیں۔

حکومت اٹلی نے لیگ آف نیشنز کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اٹلی آئندہ صرف اسی صورت میں اس کا ممبر رہ سکتا ہے کہ لیگ کی کانسٹی ٹیوشن میں جلد از جلد تبدیلی کی جائے۔ اور امریکہ کو جنگی قرضہ جات کی دسمبر والی قسط میں دس لاکھ پونڈ ادا کر دیئے جائیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی